السلام علیکم ناظرین میرا نام وقاص نعیم ہے اورآپ ہمیں جوا ئن کررہے ہیں میڈیا میٹرز فار ڈیموکریسی کے اسٹوڈیو میں جہاں ہمارے ساتھ آج سید رضاعلی صاحب موجود ہیں. رضا کا تعلق سنٹرفارپیس اینڈ ڈویلپمنٹ انیشیٹیوز، CPDI ، سے ہے جہاں یہ سینئر پروگرام افسر ہیں. CPDI پاکستان میں ان تنظیموں میں سے ہے جو رائٹ ٹو انفارمیشن (RTI) یا معلومات تک رسائی کے آ ئینی حق اور اس سے متعلقہ قوانین کے سلسلے میں ایڈوکیسی اور اسکی امپلمینٹیشن کی مانیٹرنگ کے فورفرنٹ پہ رہی ہے اور پچھلے کچھ سالوں میں CPDI نے RTI لازکے حوالے سے بہت اچھا کام پاکستان میں کیا ہے انکی awareness بڑھانے میں اور لاز کی امپلمینٹیشن کے حوالے سے. تو آج رضا کے ساتھ ہم IRT قوانین کی ہسٹری کے بارے میں بات کرینگے اور یہ دیکھیں گے کے موجودہ صورت حال میں RTI لاز کو کیا چیلنجزدرپیش ہیں اور ان سے نبٹنے کیلئے عام شہری، سول سوسائٹی آرگنائزیشنزاور صحافی کیا رول ادا کر سکتے ہیں

ویلکم ٹو آور فیس بک لائیو رضا

رضا: تھینک یو

وقاص: میرا پہلا سوال آپ سے یہی ہے کہ پاکستان میں پہلا RTI آرڈیننس 2002 میں پاس ہوا لیکن پچھلے پانچ سالوں میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ تین صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت نے بھی نیے RTI قوانین پاس کیے ہیں تو آپ کے نزدیک پچھلے پندرہ برس میں RTI لاز کی نوعیت کس طرح تبدیل ہوئی ہے اور کچھ تھوڑا سا ہمیں اس کے کونٹیکسٹ کے بارے میں ضرور بتائیے گا.

رضا: سب سے پہلے تو میں 2002 وفاقی آرڈیننس کی بات کر لوں جب ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے یہ شرط آئید کی گئی تھی کہ ہم آپ کو قرضے تب تک نہیں دینگے جب تک آپ RTI لجسلیشن پاس نہیں کرینگے، عوام کو یہ حق نہیں دینگے تو مشرف کی حکومت میں فریڈم آف انفارمیشن آرڈیننس ان ایکٹ کیا گیا جو کہ ایک کمزور قانون تھا لیکن CPDI اور باقی سول سوسائٹی اداروں نے اسے استعمال کرنا شروع کیا تو وہ لاء تو راتوں رات بن گیا لیکن اتنا effective لاء نہیں تھا شہریوں کا جو رائٹ ٹو انفارمیشن رائٹ ہے اس کوایکسرسائز کرنے کے حوالے سے. دوسرا اسکے بعد KP گورنمنٹ نے یہ انیشیٹو لیا کہ ایک effective RTI لاء 2013 میں ان ایکٹ کیا. اسکے بعد پنجاب گورنمنٹ نے بھی پنجاب ٹرانسپیرنسی اینڈ رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ 2013 ان ایکٹ کیا جو کہ نو doubt بہت اچھا لاء ہے اور اسکے بعد تھوڑا سا بریک آیا تو بریک کے بعد سندھ میں بھی یہ لاء بنایا گیا. ہم ان laws کو دو کیٹگری میں ڈیوائیڈ کرتے ہیں: فرسٹ generation laws اور سیکنڈ generation laws. 2002 کے بعد بلوچستان میں فریڈم آف انفارمیشن آرڈیننس 2005 پاس کیا گیا same جو فیڈرل لیول پہ جوقانون تھا اسے کاپی کیا گیا صرف province کا نام چینج کر دیا گیا اور اسی کے دیکھا دیکھی سندھ میں بھی اسی طرح کا 2006 میں لاء ان ایکٹ کیا گیا اسکے بعد KP اور پنجاب اور شروع سے ہی سول سوسائٹی کی یہ ڈیمانڈ تھی یہ جو فیڈرل لیول پہ، بلوچستان اور سندھ کے جو کمزورقوانین ہیں انھیں repeal کیا جائے تاکہ citizens کو وہ رائیٹ دیا جا سکے جو بنیادی طور پہ آئین کے آرٹیکل ۱۹-a میں citizens کو دیا گیا ہے. یہ جو فرسٹ generation کے لاءز تھے یہ جو رائٹ ٹو انفارمیشن کے انٹرنیشنل اسٹینڈرڈ کو میٹ نہیں کرتے تھے جبکہ پنجاب سندھ اور KP کے جو لاءز ہیں وہ انکو میٹ کرتے ہیں اور اگر بہتر طریقے سے جو رائٹ ٹو انفارمیشن کی ntationimpleme ہو تو وہاں سے citizen کو رائٹ ملتا ہے

وقاص: تھوڑا سا اپنے ویورز کو بتاتے چلتے ہیں کے رائٹ ٹو انفارمیشن basically اسکا مطلب یہ ہے کہ پاکستانی شہری حکومتی اداروں سے کوئی بھی پبلک ریکارڈ یا وہ انفارمیشن جو حکومتی ادارے maintain کر رہے ہیں اپنے آپریشنز کے حوالے سے وہ مانگ سکتے ہیں اور یہ جیسے آپ نے اکر کیا constitution کا آرٹیکل A-19 ہمیں یہ آئینی حق دیتا ہے کہ ہم حکومتی اداروں سے وہ انفارمیشن مانگ سکیں اور جو مختلف قوانین ہیں جیسے سیکنڈ generation آپ نے ذکر کیا وہ basically اسکے خدوخال اور اسے کس طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے اس آئینی حق کو وہ وضح کرتے ہیں تو ابھی کیا یہ بات درست ہے کے پاکستان میں صرف ایک فرسٹ rationgene لاء جو ہے وہ باقی رہ گیا ہے اور باقی جو تمام قوانین ہیں وہ سب سیکنڈ generation ہیں

رضا: دیکھیں جب KP اور پنجاب نے یہ لاء ان ایکٹ کر دیے تو سول سوسائٹی نے یہ کمپین چلائی کہ فیڈرل لیول اور سندھ بلوچستان میں جو قوانین ہیں انہیں repeal کیا جائے تو اس میں سندھ نے انیشیٹو لیا اور وہ بہت اچھا لاء سندھ میں ہو گیا جو سندھ ٹرانسپیرنسی اور رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ کہلاتا ہے مارچ 2017 میں یہ ان ایکٹ ہوا اسکے بعد فیڈرل لیول پہ ہمارے ncesprovi میں سے اب صرف بلوچستان ہی پیچھا رہتا ہے جو کہ فرسٹ generation کا لاء ہے لیکن ہمیں اپنے ناظرین کو یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ پبلک ادارے جو انفارمیشن رکھتے ہیں وہ اسکے custodian ہیں وہ اصل

مالک وہ شہری ہیں، یہ شہریوں کا ریکارڈ ہے تو آرٹیکل A-19 اور ان قوانین کے حوالے سے شہری اپنی ہی معلومات لینے کے حقدار ہیں

وقاص: اچھا رضا یہ بتائیے گا کہ سیکنڈ generation لاءز پاکستان میں آنا شروع ہوئے 2013 میں اور 2014 میں اس کے بعد تو ہم نے دیکھا کچھ سیاسی ivityact بھی اس کے ساتھ منسلک ہو گئی. خیبر پختونخواہ میں برسراقتدار پارٹی پاکستان تحریک انصاف نے الیکشن اسی نعرے پہ لڑا تھا کہ وہ حکومتی سٹائل میں تبدیلی لے کر آئی گی، governance کو چینج کرینگے ، accountability اور transparency کی بات کرینگے تو اس حوالے سے ہم نے دیکھا کہ انہوں نے کچھ اقدامات کیے اور انہوں نے یہ جو رائٹ ٹو انفارمیشن لاء بھی پاس کیا اسکے فورا بعد ہم نے دیکھا کہ پنجاب میں بھی یہ لاء پاس ہو گیا تو یہ سیاسی competition کے بارے میں ہمیں تھوڑا سا بتائیے گا کہ آپ نے اسکو کس طرح سے دیکھا

رضا: دیکھئے جو میری پرسنل رائے ہے جب 2013 میں KP نے یہ لاء ان ایکٹ کیا تو automatically پریشر بنا گورنمنٹ آف پنجاب پہ تو انہوں نے بھی کچھ دینا تھا nscitize کو جواب دینا تھا تو انہوں نے لاء ان ایکٹ کر دیا اور اسکے بعد کمیشن کو بھی establish کر دیا وہ آگے چل کر ڈسکس کرینگے کہ کمیشن کا رول کیا ہے تو وہ کمیشن بھی establish کر دیا اور اسکے بعد سندھ نے تھوڑا سا ydela کیا تو وہاں پی بھی لاء ان ایکٹ ہو گیا اور پھر 2017 میں پھر فیڈرل لیول پہ بھی

وقاص: رضا آپ نے شروع میں بھی سول سوسائٹی کے رول کا ذکر کیا اور ابھی ہم نے تھوڑی سی یہ پولیٹیکل rivalry کی بھی بات کی جو ہمیں PTI اور PMLN کے درمیان نظر اتی ہے کچھ اس قسم کے ایشوز کے اوپر. اگر ہم پاکستانی RTI قوانین کا موازنہ کریں پڑوسی ملک انڈیا سے تو وہاں پی ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں مزدوروں، لیبر یونینز، کسانوں یعنی شہریوں نے اس لاء کو بہت استعمال کیا ہے جسکی وجہ سے بہت وہاں پہ ایک تحریک چلی. پاکستان میں ہم اسکے مقابلے میں ہم دیکھیں تو کچھ سول سوسائٹی آرگنائزیشن ہیں جیسے CPDI ہے جو کے اس پہ بہت اچھا کام کر رہی ہے لیکن اسکے علاوہ ہمیں لگتا ہے کہ ایک خلا ہے تو اگر آپ اسکو compare کریں کہ پاکستان میں یہ اوپر سے جو پولیٹیکل کلاس جو ہے انہوں نے اسکو نافذ تو کر دیا آپ نے 2002 کے آرڈیننس کی مثال دی ہم نے اسکی بات کی کے وہ ADB کی loan tranche کے ساتھ منسلک تھا ابھی بھی ہمیں لگتا ہے کہ اگر یہ پولیٹیکل rivalry کمزور پڑھ جائے یا ان کا دھیان کسی اور طرف لگ جائے توہو سکتا ہے کہ رائٹ ٹو انفارمیشن لاءزکی implementation کمزور پڑھ جائے تو اس میں آپ سول سوسائٹی کے رولے کو کہاں دیکھتے ہیں اور آپ کے نزدیک کوئی success سٹوریز ہیں جو آپ نے نوٹس کی جہاں شہریوں نے RTI کو استعمال کیا ہو

رضا: دیکھیں بہت ساری success سٹریز ہیں پاکستان میں، میں خود پانچ سال سے ان قوانین کو استعمال کیا CPDI میں کام کرتے ہوئے تو پڑوسی ملک کا آپ نے ذکر کیا 2005 میں وہاں لاء ان ایکٹ ہوا جبکہ پاکستان میں 2002 میں اسکا قانون پاس ہوا. جو رائٹ ٹو انفارمیشن کا استعمال وہ بہت زیادہ ہے وہاں پہ thousands آف اِنفاَرمیشن requests فائل کی جاتی ہیں. وہاں پہ تو چھوٹی سی بات کیلئے بھی پوچھا جاتا ہے مثلا پریذیڈنٹ کو پرساد بھیجا تھا وہ ملا کہ نہیں اور وہ بڑی funny قسم کی بھی انفارمیشن requests بھی بھیجی جاتی ہے. وہاں تو بہت زیادہ اسکا استعمال ہے اور عام لوگ بھی اسکو استعمال بہت زیادہ کرتے ہیں لیکن پاکستان میں جو صورت حال دیکھنے کو ملتی ہے اس میں سول سوسائٹی، جرنلسٹ یا کچھ ایکٹوسٹ ان لاءز کو استعمال کر رہے ہیں اور citizens میں اتنا شعور بھی نہیں ہے اور دوسری بات جو سول سوسائٹی کا رول ہے نو doubt سول سوسائٹی کے رول کو اگنور نہیں کیا جا سکتا وہ بہت important ہے استعمال کا طریقہ کر بتانے کیلئے. دوسری بات یہ بھی ہوتی ہے کہ لاءز کی پراپر implementation نہیں ہوتی تو لوگ disheart ہو جاتے ہیں اب جیسے پنجاب میں انفارمیشن کمیشن میں کمیشنر ہی نہیں ہیں، مئی کے بعد سے کمیشنرہی نہیں ہیں، چیف کمیشنر صاحب نے دو ہفتے کیلئے جوائن کیا تھا اسکے بعد وہ resign کر گئے

وقاص: تھوڑا سا اپنے viewers کو بتا دیتے ہیں کہانفارمشن کمیشن کا کیا رول ہے

رضا: جو سیکنڈ generation کے لاءز ہیں انکے تحت کوئی بھی شہری تمام اداروں سے ریکارڈ مانگ سکتا ہے، پنجاب کا پنجاب پبلک اداروں سے، KP کا KP پبلک اداروں سے اور سندھ میں بھی اسی طرح تو اگر آپ کو within stipulated ٹائم آپ کو معلومات نہیں ملتی تو ایک appellate باڈی بنائی جاتی ہے اسکو انفارمیشن کمیشن کہتے ہیں، KP میں KP انفارمیشن کمیشن، پنجاب میں پنجاب انفارمیشن کمیشن اور سندھ میں ابھی establish نہیں ہوا، اسی طرح فیڈرل لیول پہ نہیں بنا تو اسکو کمپلینٹ کی جاتی ہے جی میں نے فلاں ڈیٹ کو فلاں پبلک انفارمیشن افسر سے فلاں ریکارڈ مانگا اور مجھے وہ ابھی تک نہیں ملا. دیکھیں یہ صورت حال اس طرح ہے کہ تبدیلی کرنے این بہت ٹائم درکار اچانک سے وہ چینج نہیں آتا اور وہ پبلک افسر mindset ابھی تک نہیں ہے کہ ہم نے انکو معلومات دینی ہے گو کہ ہماری ملکیت ہے لیکن

ابھی تک وہ کلچر ڈیولپ نہیں ہوا اور وہ کلچر ڈیولپ کرنے کی ضرورت ہے اور جہاں تک کمیشن کا رول ہے وہ بھی بہت important ہے اب آپ دیکھ لیں جو پنجاب میں پہلے tenure کے جو کمیشنرتھے انکا رحجان دیکھ لیں اور جب سے وہ ریٹائر ہوئے اسکے بعد کا دیکھ لیں آپ کو واضح تبدیلی نظر ائیگی. اس طرح KP انفارمیشن کمیشن کافی سلیقے سے نوٹس بھیج رہا ہے اور effectively کام کر رہا ہے تو وہاں سے آپ کو معلومات لینے میں آسانی ہوتی ہے بہ نسبت پنجاب اور سندھ

وقاص: تو میں تھوڑا سا رضا کی بات کو summarize کر دوں کہ پاکستان میں ہمارے ناظرین بھی اس چیز سے واقف ہونگے کہ حکومتی ادارے اکثر معلومات کو، حالانکہ اسکا تعلق عوام سے ہوتا ہے، اسکو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، چھپانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہم نے بہت ساری انکوائری رپورٹز بہت ساری investigation میں بھی دیکھا ہے کہ انکی رپورٹس منظرعام پہ نہیں اتی ہیں تو ہماری نظر میں وہی کلچر جو ہے ابھی تک ہماری bureaucracy میں موجود ہے. کچھ حکومتی ادارے تو facilitate کرتے ہیں جہاں ایسے نمائندے یا افسران ہوتے ہیں جنہیں RTI کے بارے میں علم ہوتا ہے یا وہ چاہتے ہیں کہ حکومت میں ٹرانسپیرنسی آئے لیکن بہت سری جگہوں میں جب کوئی شہری RTI request بھیجتا ہے تو حکومتی ادارے اس کے ساتھ cooperate نہیں کرتے تو انفارمیشن کمیشن کا مقصد یہ ہے کہ ایسے جو سرے کیسز ہیں جہاں حکومتی عہدیدار کوئی تسلی بخش جواب نہ دیں انکی سنوائی کی جائے انکو طلب کیا جائے، انکی سماعت ہو اور جرمانہ بھی کیا جائے لیکن تھوڑا سا ہمارا المیہ یہ ہے کہ پنجاب میں RTI قانون تو ہے لیکن تین سالہ کی مدت تھی انفارمیشن کمیشن کی جسکے بعد حکومت نے تین نئے انفارمیشن کمیشنر appoint کرنے تھے جو ابھی تک نہیں ہوئے اور اسکا کیا نقصان ہے

رضا: دیکھیں سب سے پہلے جب میں انفارمیشن request فائل کرتا ہوں تو مجھے امید ہوتی ہے کہ مجھے جواب آ جاے گا. جب جواب نہیں اتا تو ہم appellate باڈی کے پاس چلے جاتے ہیں اپیل کرتے ہیں کمپلینٹ کرتے ہیں تو کمیشن کے پاس بھی stipulated ٹائم ہے کہ وہ اسکے اندر اندر کمپلینٹ کو resolve کرے جبکہ میری hundreds کمپلینٹس کمیشن کے پاس pending پڑی ہیں کیونکہ وہ کمیشنرز کے بغیر وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے وہ صرف نوٹس ایشو کر سکتے ہیں پبلک باڈی کو معلومات نہ فراہم کرنے پہ. ایک بات اور بھی میں add کرنا چاہونگا کہ جب انفارمیشن request سبمٹ کرتے ہیں تو mindset کی بات بتا رہا ہوں bureaucracy کی تو آپ کو معلومات نہیں ملتی تو آپ کمپلینٹ کرتے ہیں تو نوٹس آ جاتا ہے کمیشن کی طرف سے ساتھ میں آپ کو بھی cc کیا جاتا ہے. ڈیپارٹمنٹ جو معلومات شیئیر کرتا ہے وہ کمیشن کو بھیجتے ہیں حالانکہ انکے نوٹس میں یہ بات ہوتی ہے کہ معلومات applicant کو بھیجنی ہے لیکن وہ request کرنے والے کو صرف کاپی کرتے ہیں اور انفارمیشن کمیشن کو دیتے ہیں basically تو وہ citizen کا رائیٹ ہے

وقاص: تو ایسا لگ رہا ہے کہ شہریوں پہ اعتماد نہیں کرتے

رضا: یہ انکا mindset ہے

وقاص: تو رضا آپ کو کیا لگتا ہے کہ یہ mindset میں تبدیلی لانے کیلئے سول سوسائٹی آرگنائزیشن شہری اور صحافیوں کو کیا کرنا پڑیگا؟ کن اقدامات کی ضرورت ہے

رضا: دیکھیں سول سوسائٹی اداروں کو کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ حکومت RTI کو امپلمنٹ کرے اور فیڈرل لیول پہ کمیشن establish ہونا چاہیے اور اسکے بعد جو پبلک انفارمیشن افسر کا رول آتا ہے انکی ٹریننگ کے حوالے سے. جو میجر رول ہے پبلک انفارمیشن افسر کا وہ ہے کہ انفارمیشن request کو ڈیل کرنا لیکن بہت سرے آفیسرز یا پبلک باڈیز کے سربراہوں کو پتا ہے نہیں ہے کہ کونسی معلومات دینی ہے اور کونسی معلومات تو پبلک انفارمیشن افسروں کی ٹریننگ بہت ضروری ہے اور اسکے بعد گورنمنٹ کی will کے علاوہ تو آپ کو پتا ہے ادھر کچھ نہیں ہو سکتا جس طرح پنجاب میں کمیشنر نہیں ہیں تو وہ appoint ہونے چاہیے جلد از جلد اور اسکے بعد فیڈرل اور سندھ میں کمیشن بننا چاہیے. سندھ میں 100 دن تھے حکومت کے پاس کمیشن تشکیل دینے کیلئے

وقاص: مارچ اور اپریل میں وہ لاء پاس ہوا اور سو دن ختم ہو چکے ہوئے ہیں اور اسکے ختم ہوئے بھی سو دن گزر چکے ہیں اور وفاقی حکومت نے بھی اکتوبر میں لاء پاس اس میں بھی چھ ماہ کی مدت تھی تو اس میں بھی اب دو ماہ باقی رہ گئے ہیں.

رضا: تو وہاں پی بھی کمیشن ہونا چاہیے. جو پرانا لاء تھا اس میں ہم وفاقی محتسب کو اپیل کر سکتے تھے اور وہ اس پہ ایکشن لیتے تھے اور کچھ نہ کچھ معلومات مل بھی جاتی تھی. ابھی تو ہم کہیں پہ کمپلینٹ بھی نہیں کر سکتے تو بہت ساری

requests پینڈنگ پڑی ہیں اور کوئی appellate باڈی نہیں ہے لیکن چونکہ لاء repeal ہو گیا ہے تو ہم وفاقی محتسب کو اپیل نہی دے سکتے

وقاص: اچھا ہمارے viewers کو مثال دینے کیلئے کے RTI کس طرح استعمال کی جا سکتی ہے. شاید آپ کے اپنے تجربے میں آپ نے کوئی ایسی request فائل کی ہو جسکے نتیجے میں عوامی مسائل کے حوالے سے آپ کو کوئی ایسی معلومات ملی ہو جسکو میڈیا بھی نظر انداز کر رہا ہو یا اس کو رپورٹ کر کے گزر گیا ہو اور اس معلومات سے آپ کو اس مسلہ کے بارےمیں کوئی نئی بات پتا چلی ہو

رضا؛ بہت سری مثالیں ہیں. میں اپنی ایک پرسنل مثال دینا چاہونگا. آپ کو پتا ہے کہ پنجاب کہ لاء کے تحت ہم سیمپل بھی لے سکتے ہیں تو میں نے ایک واٹر فلٹریشن پلانٹ سے سیمپل لیا ملتان میں. ایک دن پہلے آپ نے نتالیہ طارق سے بات کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ RTI کا مقصد یہ ہے کہ ایک تو انفارمیشن کا فلو بڑھے اور ہمارے سروس ڈلیوری کےمسائل ہیں انکو حل کیا جائے تو یہ سروس ڈلیوری کے حوالے سے کیس اسٹڈی ہے تو ہم نے پانی کے سیمپل کے ٹیسٹ کروائے اور پتا چلا کہ وہ پانی انسانی استعمال کے قبل نہیں تھا تو ہم نے WASA کے منیجنگ ڈائریکٹر کو اسکے بارے میں لکھا تو انھوں نے نہ صرف اس پلانٹ کا واٹر فلٹر تبدیل کروایا بلکہ ملتان میں تمام پلانٹس کے فلٹر تبدیل کروائے. آپ imagine کریں ایک request سے کتنے لوگوں کو صاف پانی نصیب ہوا

وقاص؛ اور یہ بہت زبردست مثال آپ نے دی کیونکہ پینے کے صاف پانی کا مسلہ پورے پاکستان میں ہیں اور اس طرح کے مثال میں عوام کی بھی اب کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح ہمارے ٹیلی ویژن چننیلوں کو اسکی خبر مل جائے تاکہ کسی ادارہ کو اثر ہو

رضا: اسی سے ملتی جلتی ایک مثال کہ ہم نے پنجاب میں پتہ کیا کتنے سرکاری ہائی اسکول ہیں جہاں پرنسپل نہیں ہیں تو حیران کن بات پتہ چلی کے 2000 اسکول ہیں جہاں پرنسپل نہیں ہیں وہ سٹوری پبلش ہوئی تو اس پہ وزیر اعلی نے نوٹس لیا اور پھر پنجاب پبلک سروس کمیشن نی اعلان کیا کے وہ پرنسپل بھرتی کر رہے ہیں اور آپ یہ دیکھیں کہ ڈیٹا لیا لیکن پھر اسکا اسگے کیسے کیا تاکہ میڈیا کے ساتھ اسکا لنک کیا جائے اور میڈیا کے پاس بھی ثبوت ہو

وقاص: اور آپ نے میرے پائنٹ کو مکمل کر دیا کہ ڈیٹا اگر آ جاتا ہے تو ہمارا نیوز میڈیا اس پہ زیادہ اعتماد زیادہ confidence کے ساتھ رپورٹ کر سکتا ہے اور عوام کو بھی اکثر جو گلہ ہوتا ہے کہ نیوز والے کسی تعصب سے بول رہے ہیں یا جھوٹ گڑھ رہے ہیں تو اگر RTI کے ذریعے سرٹیفائیڈ ڈیٹا بھی صحافی کے پاس آ جائے تو وہ جامع رپورٹ کر سکتا ہے

وقاص: ایک چیز ہمارے تجربے سے اور آپ نے بھی نوٹس کیا ہوگا کہ ہم نے اپنی ویب سائٹ پہ ایک IRT ٹریکر بنایا ہے یہ دیکھنے کیلئے کہ ہماری requests کا status کیسے تبدیل ہو رہا ہے کونسی درخواست pending ہے کونسی اپیل میں ہیں اور اگر میں غلط نہ ہوں تو CPDI بھی اپنے requests کو ٹریک کرتا ہے تو یہ ہمارے مشاہدہ میں ایک دلچسپ اور تھوڑا سا مشکل اور پیچیدہ process ہے کہ صرف یہ نہیں کہ آپ نے ایک request بھیج دی بلکہ آپ و کچھ عرصہ اسکے ساتھ رہنا پڑتا ہے تو یہ ٹریکنگ کہ بارے میں بتائے کہ ہمارے ناظرین RTI request بھیجنا چاہیں تو کن چیزوں کا خیال رکھیں

رضا: تھوڑا سا طریقہ کار سمجھا دیتے ہیں RTI کا. جب میں فیلڈ میں تھا تو اکثر لوگ کہتے تھے کہ یہ ہم فلاں آفیشل یا فلاں ادارے کے خلاف RTI فائل کر رہے ہیں تو میں انہیں کہتا تھا کہ یہ کسی کے خلاف نہیں ہے آپ انفارمیشن لینے کیلئے فائل کررہے ہیں اسکے بعد جب equestr فائل کر دیتے ہیں اس سے پہلے ایک اور چیز کا خیال رکھیں کہ دو subjects کے اوپر ایک request نہ فائل کریں مثلا آپ budget کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور اگلی لائن میں پوچھتے ہیں کہ ایکٹو پوزیشنز کتنی ہیں تو یہ دو علیحدہ requests ہونی چاہییں پھر آپ stipulated ٹائم تک انتظار کریں اور اگر نہیں دی جاتی تو eappellat باڈی کہ پاس جاییں اور ہر چیز کا آپ نے ریکارڈ رکھنا ہے

وقاص: یہ بہت ضروری ہے کہ آپ ریکارڈ رکھیں، request کی بھی کاپی بنا لیں اگر ڈاک سے بھیج رہے ہیں کورئیر سے بھیج رہے ہیں تو اسکی رسید بھی سنبھال کے رکھیں اور اسکی ضرورت کب پیش آے گی اگر حکومتی ادارہ کہتا ہے کہ ہمیں تو ملی ہی نہیں streque یا یہ تو بھیجے بغیر ہے ہم پہ الزام لگا رہا ہے اور آگے اسکے بعد انفارمیشن کمیشن کے پاس جاییں

وقاص: کوئی اور بات جو آپ اضافہ کرنا چاہیں

رضا؛ بس آپ RTI requests بھیجتے رہیں اور اس حق کو استعمال کرتے رہیں